سید کاشف گیلانی

نعت

بیٹھا رہوں میں گنبد اخضر کے سامنے
محراب کے تلے کبھی منبر کے سامنے

ہر علم یوں ہے علمِ پیمبر کے سامنے
قطرہ ہو جیسے کوئی سمندر کے سامنے

لے دے کے چند اشک ندامت ہیں میرے پاس
کیا لے کے جاؤں شافع محشر کے سامنے

طیبہ سے لوٹ کر کبھی آتا نہ میں مگر
لاچار ہو گیا تھا مقدر کے سامنے

پتھر ہی پھینکتے تھے نبی پر وہ نامراد
جو سر جھکانے والے تھے پتھر کے سامنے

پوچھو انہی سے حال پیمبر کی زیست کا
گزری ہے جنکی زیست پیمبر کے سامنے

کاشف ترے سخن میں حقیقت کا آئینہ
ٹھہرا نہ جھوٹ ایسے سخن ور کے سامنے

نعت

ترا کلام۔ خدا کا کلام ہے بے شک
دراصل دین ترا احترام ہے بے شک

وہ بس رہا ہے زمیں پر مگر بہشت میں ہے
تمہارے شہر میں جس کا قیام ہے بے شک

مجھے خبر ہے میں کیا ہوں مری بساط ہے کیا
یہ کائنات ہی تیری غلام ہے بے شک

وہ شخص جس کو ہے دعوٰی تری غلامی کا
غمِ حیات تو اس پر حرام ہے بے شک

یہ باغ و راغ یہ سورج یہ چاند یہ تارے
ترے لئے ہی تو سب انتظام ہے بے شک

یہ سچ ہے حضرت آدم سے ابن مریم تک
تمام نبیوں کا تو ہی امام ہے بے شک

پئیں گے جا کے شراب طہور جنت میں
نشہ اسی لئے کاشف حرام ہے بے شک

صلی اللہ علیہ وسلم